آپ کی خاموشی بھی ایک سبق ہوتی ہے

آپ ہر وقت سکھا رہے ہوتے ہیں—اپنے توقف، اپنے انتخاب، اپنی خاموشی اور ان چھوٹے چھوٹے کاموں کے ذریعے جن پر کوئی تالی نہیں بجاتا۔ کسی کو متاثر کرنے کے لئے محض کسی عہدے پر فائز ہونا ضروری نہیں، جہاں جہاں آپ کے اعمال نظر آتے ہیں، وہاں آپ اپنا اثر چھوڑتے ہیں۔ لوگ آپ کے الفاظ سے نہیں بلکہ اس بات سے سیکھتے ہیں جسے آپ 'معمول' (Normalize) بنا دیتے ہیں۔ آپ کا ہر فیصلہ خاموشی سے دوسروں کو یا تو ہمت فراہم کرتا ہے یا پھر (غلط کام کے لیے) چھپنے کا بہانہ۔ اصل انتخاب یہ نہیں ہے کہ آپ اثر انداز ہو رہے ہیں یا نہیں، بلکہ انتخاب یہ ہے کہ آپ یہ کام لاشعوری طور پر کر رہے ہیں یا پورے شعور اور دیانت داری کے ساتھ۔

میں نے ایک بار ان سے ایک ایسا سوال پوچھا جو نہایت معمولی محسوس ہوتا تھا۔ "آپ کوئی بھی سادہ سا کام کرنے سے پہلے ہمیشہ توقف کیوں کرتے ہیں؟"

وہ مسکرائے، مذاق اڑانے کے لیے نہیں بلکہ سوچ بچار کے انداز میں۔ کہنے لگے، "اس لیے، کیونکہ کوئی نہ کوئی ہمیشہ دیکھ رہا ہوتا ہے۔"

میں نے فطری طور پر ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ بالکل عام سا تھا۔ نہ کوئی سامعین تھے، نہ کوئی اسپاٹ لائٹ۔

میری الجھن بھانپتے ہوئے انہوں نے بات بڑھائی، "اس طرح نہیں، میرا مطلب یہ نہیں کہ کوئی آپ پر تنقید کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ میرا مطلب ہے، کوئی خاموشی سے آپ سے سیکھ رہا ہے۔"

میں نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا، "کیا سیکھ رہا ہے؟ میں تو کچھ نہیں سکھا رہا۔"

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ "یہی تو مغالطہ ہے۔ آپ کو لگتا ہے کہ سکھانے کا عمل صرف تب ہوتا ہے جب آپ طالب علموں سے بھرے کمرے میں گفتگو کر رہے ہوں۔ حقیقت میں، یہ عمل ہر اس وقت ہوتا ہے جب آپ کوئی قدم اٹھاتے ہیں۔"

میں نے احتجاجاً کہا، "لیکن میرے اکثر کام تو معمولی ہوتے ہیں۔ میرا کھڑے ہونا، بیٹھنا، چلے جانا یا رک جانا—یہ کوئی سبق تو نہیں ہیں۔"

انہوں نے سر ہلایا۔ "بالکل۔ یہی وہ اسباق ہیں جو سب سے زیادہ گہرے اثرات چھوڑتے ہیں۔"

انہوں نے مجھے ایک سادہ سا منظر پیش کیا: "تصور کرو ایک پر ہجوم جگہ کا،" انہوں نے کہا، "مثلاً ایک ویٹنگ ہال۔ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک شخص کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی ڈرامائی بات نہیں ہوتی۔ ایک منٹ گزرتا ہے۔ ایک اور شخص کھڑا ہوتا ہے۔ پھر ایک اور۔ جلد ہی، آدھا ہال اپنے پیروں پر کھڑا نظر آتا ہے۔"

"جی ہاں،" میں نے کہا، "میں نے ایسا ہوتے دیکھا ہے۔"

"اب اس کے برعکس سوچو،" انہوں نے سلسلہ جاری رکھا۔ "لوگ کھڑے ہیں، بے چین ہیں، غیر یقینی کا شکار ہیں۔ ایک شخص سکون سے بیٹھ جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ، دوسرے بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔"

میں ہنس پڑا۔ "درست ہے۔"

انہوں نے سنجیدگی سے میری طرف دیکھا۔ "اب مجھے بتاؤ—لیکچر کس نے دیا تھا؟"

میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

اسی کو کہتے ہیں، ایک غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہونا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ انسان فطرتی طور پر ایک دوسرے کی مانند عمل کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ شعور کی پختگی سے بہت پہلے یعنی اوائل عمری میں ہم دلیل سے پہلے تقلید سیکھ لیتے ہیں۔ بچے تقریروں سے اقدار نہیں سیکھتے؛ وہ دیکھ کر سیکھتے ہیں۔ ملازمین پالیسی دستاویزات سے اخلاقیات نہیں اپناتے؛ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے سینیئرز دباؤ کے وقت کیسا رویہ اپناتے ہیں۔ معاشرے نعروں سے بہادری نہیں سیکھتے؛ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ پہلا قدم کون اٹھاتا ہے۔

انہوں نے کہا، "خاموشی بھی سکھاتی ہے۔ دستبرداری بھی سکھاتی ہے۔ یہاں تک کہ سمجھوتہ کرنا بھی سکھاتا ہے۔"

میں نے پوچھا، "لیکن اگر میرا مقصد کچھ سکھانا ہی نہ ہو تو؟"

وہ دوبارہ مسکرائے۔ "نیت غیر متعلقہ ہے۔ صرف نظر آنا ہی کافی ہے۔"

پھر انہوں نے اپنی زندگی کا ایک قصہ سنایا۔ "ایک وقت تھا،" انہوں نے کہا، "جب میں چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں کرتا تھا اور بڑی آسانی سے ان کا جواز تراش لیتا تھا۔ کچھ بھی غیر قانونی یا شرمناک نہیں تھا۔ بس چھوٹی چھوٹی چیزیں۔ ایک دن، مجھ سے عمر میں چھوٹے ایک شخص نے بالکل وہی کام کیا اور کہا، 'میں نے ایک بار آپ کو ایسا کرتے دیکھا تھا، اس لیے میں نے سوچا کہ یہ ٹھیک ہی ہو گا۔'"

وہ رکے۔ "اس دن مجھے احساس ہوا کہ میں لوگوں کی تربیت کر رہا تھا، بغیر یہ جانے کہ میں ایک 'تربیت کار' ہوں۔"

مجھے تھوڑی بے چینی محسوس ہوئی۔ "یہ تو بڑی بھاری ذمہ داری لگتی ہے۔"

"ہے تو سہی،" انہوں نے نرمی سے کہا۔ "لیکن یہ بااختیار بنانے والی بات بھی ہے۔"

"وہ کیسے؟" میں نے پوچھا۔

انہوں نے کہا، "ایک بار جب آپ یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ آپ ہمیشہ کسی نہ کسی چیز کا رول ماڈل بن رہے ہیں، تو آپ یہ ڈھونگ رچانا چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ کے انتخاب نجی یا ذاتی ہیں۔ آپ بہتر سوالات پوچھنا شروع کر دیتے ہیں۔"

"کیسے سوالات؟"

"جیسے کہ: اگر کوئی میرے عمل کی نقل کرے، تو کیا میں اس بات پر مطمئن ہوں کہ دنیا میں ایسی چیزیں بڑھ جائیں؟ اگر میرا بچہ یہ دیکھے، تو وہ کیا سیکھے گا؟ اگر یہ عمل ایک 'معمول' بن جائے، تو یہ کیسا معاشرہ تشکیل دے گا؟"

وہ تھوڑا آگے کو جھکے۔ "یہ سوالات عام لمحات کو اخلاقی لمحات میں بدل دیتے ہیں۔"

میں نے سوچا کہ اکثر لوگ کتنی کثرت سے یہ کہتے ہیں، "میں کوئی لیڈر نہیں ہوں،" یا "میں کوئی اہم شخصیت نہیں ہوں،" یا "مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔"

انہوں نے میرے خیال کو بھانپ لیا۔ "قیادت (Leadership) کسی عہدے کا نام نہیں ہے،" انہوں نے کہا۔ "یہ وہ مقام ہے جس پر آپ اسی لمحے فائز ہو جاتے ہیں جب آپ کے اعمال دوسروں کے مشاہدے میں آتے ہیں۔"

انہوں نے وضاحت کی کہ خاندانوں میں، ایک بہن یا بھائی پورے گھر کے جذباتی ماحول کا رخ طے کرتا ہے۔ دوستی میں، ایک شخص سچائی کا معیار مقرر کرتا ہے۔ عوامی مقامات پر، دیانت داری کا ایک نمونہ — یا بے حسی کا ایک عمل — خاموشی سے دوسروں کو بھی ویسا ہی کرنے کا سبق دے دیتا ہے۔

"ہمارا عمل دوسروں کے لیے ایک مسلسل سبق ہوتا ہے،" انہوں نے کہا۔ "بہادری یا بزدلی کے ذریعے۔ صبر یا جھنجھلاہٹ کے ذریعے۔ سچائی یا محض اپنی سہولت کے ذریعے۔"

میں نے تقریباً دفاعی انداز میں ان سے پوچھا، "تو حل کیا ہے؟ کیا انسان مستقل دباؤ میں رہے؟"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "دباؤ نہیں، شعور (Awareness)۔"

انہوں نے سمجھایا کہ مقصد کاملیت (Perfection) نہیں، بلکہ ہم آہنگی (Alignment) ہے۔ دکھاوا نہیں، بلکہ ذمہ داری ہے۔ "آپ کو ڈرامائی انداز اختیار کرنے کی ضرورت نہیں،" انہوں نے کہا۔ "بس آپ کو **بامقصد** (Deliberate) ہونے کی ضرورت ہے۔"

انہوں نے مجھے ایک ایسے شخص کے بارے میں بتایا جس نے ایک معمولی رشوت دینے سے انکار کر دیا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسے دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قطار میں موجود دوسرے لوگ خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ کلرک تھوڑی دیر ہچکچایا، پھر اس نے بہر حال اس کی درخواست پر کارروائی کر دی۔ کوئی تقریر نہیں کی گئی۔ کوئی نعرے نہیں لگائے گئے۔ لیکن کچھ بدل گیا تھا۔ "اس شخص نے،" انہوں نے کہا، "اجنبیوں سے بھرے اس کمرے کو سکھا دیا کہ 'وقار' کیسا ہوتا ہے۔"

جب گفتگو ختم ہوئی تو ایک جملہ میرے ذہن میں نقش ہو گیا۔

"آپ پہلے ہی ارد گرد کے لوگوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں،" انہوں نے کہا۔ "آپ کے پاس واحد انتخاب یہ ہے کہ آپ یہ کام لاشعوری طور پر کریں گے یا شعوری طور پر۔"

تب مجھے احساس ہوا کہ زندگی ہمارے رول ماڈل بننے کا انتظار نہیں کر رہی۔ یہ تو پہلے ہی فرض کر چکی ہے کہ ہم رول ماڈل ہیں۔ ہر وہ قدم جو ہم آگے یا پیچھے اٹھاتے ہیں، ہر وہ جگہ جہاں ہم ڈٹ جاتے ہیں یا پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ہر وہ خاموش فیصلہ جو دوسروں کی نظروں کے سامنے لیا جاتا ہے—یہ سب وہ اسباق ہیں جو اسی لمحے سکھائے جا رہے ہیں۔

اور چاہے ہمیں پسند ہو یا نہ ہو، کوئی نہ کوئی، کہیں نہ کہیں، یہ سب کچھ نوٹ کر رہا ہے۔